ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.7,Issue No.1 (2025)
(January to March)

ڈپٹی نذیر احمد کے ایک بدسلیقہ اور خود سر کردار "اکبری" کا نفسیاتی مطالعہ

A psychological study of Deputy Nazir Ahmad's mischievous and self-indulgent character "Akbari"

شہزادی کوکب
ڈپٹی ڈائریکٹر، انٹرنیشنل اسلامک سکول سسٹم خضرو
جویریہ گیلانی
لیکچرر اُردو، پنجاب گروپ آف کالجز، مردان

Shahzadi Kokab
Deputy Director, International Islamic Schools System, Hazro.
Javerea Gillani
Lecturer in Urdu, Punjab Group of Colleges, Mardan

Abstract:
Misbehavior and vulgarity is a social factor that occurs in every society of all times due to various factors and reasons. Misbehavior or vulgarity means not being able to handle household and domestic affairs as well as not behaving well in social situations. To do. Being rude is a habit that is mostly found among girls. Bad manners are an act that makes the perpetrators feel that they have control over themselves. They can do as they want; no one can say anything to them. A malicious person is proud of himself. This is the reason why there is no value or importance to anyone who is in opposition to him. Maulvi Nazir Ahmed has highlighted this aspect of Akbari's character in his novel Marat al-Aros. The article under review examines the motivations for this character's misogyny and self-righteousness.

Keywords: Misbehavior and vulgarity, domestic affairs, Bad manners, Maulvi Nazir Ahmed, self-righteousness

نفسیات ایک ایسا علم ہے جس سے انسانی دماغ، رویّوں اور کردار کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ نفسیات رویے اور ذہنی عمل کا منظم اور سائنسی مطالعہ ہے۔ ویڈی اور ٹیورس اپنی کتاب "سائیکالوجی" میں نفسیات کی تعریف کرتے ہیں:

"نفسیات کردار اور ذہنی اعمال اور نامیات کی جسمانی حالت، ذہنی حالت اور خارجی ماحول سے کس طرح متاثر ہوتے ہیں' کے سائنسی مطالعہ کا نام ہے"۔(۱)

نفسیات ایسا علم ہے جس کے ذریعے فرد کس طرح اپنے ماحول سے اثرات لیتا ہے جس سے اس کی ذہنی حالت اور جسمانی حالت متاثر ہوتی ہے۔ یہاں کردار سے مراد انسان کی تمام سرگرمیاں یعنی کہ اس کی تمام حرکات و سکنات، ذہنی و جسمانی طور پر اس کے مشاغل کا سائنسی طریقے سے مطالعہ نفسیات ہے۔ کچھ نفسیاتی مسائل کی وجہ سے بچوں کی شخصیت میں منفی نفسیاتی پہلو پیدا ہو جاتے ہیں

جن کی وجہ سے ان بچوں کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے۔ آن لائن ڈکشنری کے مطابق "سماجی حالات میں اچھا برتاؤ نہ کرنا بد سلیقگی کہلاتا ہے۔"(۲) بد سلیقگی اور پھوہڑ پن ایسا معاشرتی عنصر ہے جو ہر زمانے کے ہر معاشرے میں مختلف عوامل اور وجوہات کے سبب عمل میں آتا ہے۔ بد سلیقہ یا پھوہڑ پن یعنی گھر داری اور خانہ داری سے بے بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی حالات سے اچھے طریقے سے برتاؤ نہ کرنا ہے۔ بد سلیقہ ہونا ایسی عادت ہے جو زیادہ تر لڑکیوں میں پائی جاتی ہے۔ بد سلیقگی ایک ایسا فعل ہے جس کے مرتکب ہونے والوں کو یوں لگتا ہے کہ وہ اپنے آپ پر اختیار رکھتے ہیں۔ جس طرح چاہیں وہ کر سکتے ہیں کوئی ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بد سلیقہ انسان کو اپنی ذات کا گھمنڈ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے اس کے مدِ مقابل کسی کی کوئی قدر و اہمیت نہیں۔

> بد سلیقگی یا پھوہڑ پن کیا ہے؟ اس سے مراد ہے کہ بد اطواری، بد سلیقہ شعاری، جامع علمی لغت میں اس کے معنی اس طرح بیان ہوئے ہیں "بے ہنر، بے تمیز اور بے سلیقہ "(۳) ریختہ آن لائن ڈکشنری کے مطابق "پھوہڑ، بے شعور، بد تمیز"(۴)

لغات کے تناظر میں دیکھا جائے تو بد سلیقہ یا پھوہڑ پن سے مراد ہے کسی کام کا سلیقہ نہ ہونا۔ امورِ خانہ خانہ داری یعنی کھانا پکانا، سینا پرونا، لین دین کے معاملات دیکھنا، شادی یا غم کے مواقع، تقریبات کو بہترین انداز میں دیکھنے کی بجائے ہر موقع پر مختلف کام بھرپور طریقے سے سر انجام نہ دینا۔ با الفاظِ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا استعمال آدابِ معاشرت سے نابلد، امورِ خانہ داری سے لاتعلقی، طرزِ بود و باش باہمی تعلقات کے نکات سے ناواقف ہونا یا ان پر توجہ نہ دینے والی، زندگی کے طور طریقوں کو خاطر میں نہ لانے والی خاتونِ خانہ کے لیے بد سلیقہ اور پھوہڑ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ ایسی لڑکی کو بھی بد سلیقہ کہا جا سکتا ہے جس میں قرینہ، اخلاق، خوش اسلوبی، پختہ شعور، ذوق اور تمیز نہ ہو۔

علمِ نفسیات کے مطابق اس بد سلیقگی کے پسِ منظر میں کچھ وجوہات موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے اس فعلِ بد کا بچے خصوصاً لڑکیاں شکار ہوتی ہیں۔ اس کے محرکات میں خانگی، پیدائشی ترتیب یا سماجی عوامل ہو سکتے ہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے داخلی و خارجی مسائل کسی بھی شخص کے پھوہڑ یا بد سلیقہ ہونے میں کار فرما ہو سکتے ہیں۔ ایڈلر کے پیدائشی نظریے کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہنا بجا ہو گا کہ پیدائشی ترتیب کی وجہ سے ضدی پن، ہٹ دھرمی اور بد سلیقگی طبیعت یا مزاج کا حصہ بن جاتی ہے۔ جیسے جن والدین کی پہلونٹی کی اولاد ہو یا شادی کے زیادہ عرصہ گزر جانے کے بعد اولاد پیدا ہو تو وہ بچے والدین کی نگاہ کا مرکز بنے رہتے ہیں۔ بعض والدین پہلا بچہ یا بچی ہونے کی وجہ سے تربیت میں غفلت برتتے ہیں، اپنے بچوں کے جائز و ناجائز لاڈ اٹھاتے ہیں، بچی ہونے کی صورت اس کو کام کاج اور دیگر امورِ زندگی سے نابلد رکھا جاتا ہے۔ بچے یا بچیاں والدین کی ضرورت سے زیادہ توجہ کے حصول کے بعد زیادہ پر اعتماد ہو جاتے ہیں یا بے اعتمادی ان کی شخصیت کا جز بن جاتی ہے۔ ایسے بچے جب معاشرے میں باہر نکلتے ہیں تو ان کے لیے سماجی تبدیلیوں کو قبول کرنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اسکول میں وہ ان کو مقام اور عزت حاصل نہیں ہوتی جو گھر میں ان کو مل رہی ہوتی ہے۔ کیوں کہ گھر سے باہر ہر کسی کو حکم نہیں دیا جا سکتا یا وہ اپنی من مانی نہیں کر سکتے جس کے وہ اپنے گھر کے عادی ہو جاتے ہیں۔ بلکل اسی طرح سب سے چھوٹی بھی آخری ہونے اور لاڈ پیار اٹھوانے کی وجہ سے بگڑ جاتی ہے۔ ان میں خود سری عود آتی ہے۔ یہی خود سری ان میں بد سلیقگی کا پیشِ خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

اس بد لحاظی کی کئی اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ان کو گھر میں بہترین اور تندرست ماحول میسر نہیں ہوتا۔ ہر وقت ماں باپ کے لڑائی جھگڑوں کے باعث بچوں میں تلخ کلامی نشو نما پاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں لڑکے بے راہ روی کا شکار ہو کر ایسے افعال کا مرتکب ہو جاتے ہیں جو خاندان و معاشرے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور لڑکیوں میں خود سری اور بد سلیقگی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ گھریلو ناچاقی اور غیر صحت افزا ماحول ان کو اداب معاشرت سے نابلد اور طرزِ بود و باش سے لاتعلق رکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ ایسے افراد پھر سماج میں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان میں کچھ ایسی بچیاں اور بچے بھی موجود ہوتے ہیں جو حساس ہوتے ہیں اور معاشرتی ناروا رویے کی بدولت وہ مزید ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امورِ زندگی میں قطعاً دل چسپی لینا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی لیے ان میں یہ نفسیاتی مرض لاحق ہو جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ بد اخلاقی کا مظاہرہ کر کے مسرت محسوس کرتے ہیں۔ ان وجوہات میں ایک وجہ وہ بچے یا بچیاں جو اولاد میں منجھلی ہوتی ہیں اور ان کو والدین کی توجہ اور محبت نہیں ملتی جس کے وہ مستحق ہیں۔ جو لاڈ اور پیار پہلونٹی کے بچوں کو ملتا ہے یا آخری کو ملتا ہے وہ منجھلے بچوں کو نہیں مل پاتا تو ایسی بچیاں والدین کی توجہ حاصل کرنے کے لیے بد سلیقگی یا پھوہڑ پن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ تاکہ وہ محبت کے حصول میں کامیاب ہو جائیں۔ نفسیات میں ایسے بہت سے نظریات اور نقطہ ہائے نظر موجود ہیں جو غیر اخلاقی رویوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

اکبری میں وہ تمام نسائی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جو ایک لاڈسے بگڑی ہوئی لڑکی میں ہونی چاہییں۔ الڑھ پن، بے وقوفی، بد مزاجی، بد سلیقگی، ضدی پن اور ہٹ دھرمی اس کے مزاج کے نمایاں خط و خال ہیں۔ اس کے علاوہ بات بات پر لڑنا جھگڑنا اور کوسنا کاٹنا بھی اس کے مزاج کا حصہ ہے۔ اس کردار کے ذریعے مولوی نذیر احمد نے مسلم معاشرے کی مستورات کی تعلیم و تربیت اور گھر داری کے طور طریقوں پر زور دیا ہے۔ کچھ والدین اولاد تاخیر سے ملنے پر ان کی تربیت میں کوتاہی برتتے ہیں۔ بعض اپنی پہلوٹھی کی اولاد کے حد درجہ ناز و نعم سے پرورش کرتے ہیں۔ بے جا لاڈ پیار کے باعث بچے ماں باپ کے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ مولوی مرحوم نے چوں کہ اپنے معاشرے کا گہری بصیرت سے مشاہدہ کیا ہے۔ اس لیے ان کے پیشِ نظر ایسے بہت سے گھرانے تھے جو ان کی آنکھوں دیکھے تھے۔ جنھوں نے اپنی اولاد کی تربیت اور تعلیم کے اہم پہلوؤں کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ مولوی مرحوم اس امر کی جانب توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ بچیاں اپنے اوقات کار میں زیادہ تر وقت اپنی ماں کے ساتھ وقت گزاری کرتی ہیں۔ لہٰذا ماں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اولاد میں تہذیب اور شائستگی پروان چڑھانے کی حکمت کرے۔ ان کی شخصیت میں سدھار پیدا کرنا والدین کے ہاتھ ہے۔ ان کی پرورش میں رتی بھر کمی رہ جائے تو وہ نہ صرف اپنے گھر کے لیے پُر خطر ہے بلکہ وہ معاشرے کو بھی اثر بد پہنچاتی ہے۔

اکبری کا کردار مولوی نذیر احمد کی گہری بصیرت اور مشاہدے کی بہترین مثال ہے۔ دلی کے اندیش خانیوں کے بڑے خاندان میں سے دور اندیش کے خاندان کے خانگی حالات پر یہ کہانی ترتیب دی گئی ہے۔ دور اندیش انگریزی سرکار کی جانب سے پنجاب کے پہاڑی اضلاع پر تحصیل دار کے عہدے پر فائز تھے۔ بلند قامت، چست چھریرا بدن دیکھنے میں نانا دادا معلوم ہوتے تھے۔ لیکن صرف دو بیٹوں اور دو بیٹوں کے باپ تھے۔ دو چار بچے گنگا جمنی طور پیدا ہوئے یعنی اکبری سب سے بڑی اور پہلی بیٹی، پھر خیر اندیش، اصغری اور سب سے چھوٹا بیٹا مال اندیش۔ اس ناول کے ذریعے جس کردار کے ذریعے جن نسائی کمزوریوں کی نشان دہی کرائی گئی ہے۔ وہ 'اکبری' ہے۔ اکبری دور اندیش کی شادی کے تقریباً دس سال بعد پیدا ہوئی۔ اس کے پیدا ہونے پر گھر اور محلے میں گھی کے چراغ جلائے گئے۔ خوشیاں منائی گئیں کہ ان کے سُونے آنگن میں بچی کی قلقاریاں گونجیں۔ چوں کہ اکبری پہلی اور بڑی اولاد تھی تو بڑی ہونے کے ناطے اسے اکبری کا نام دیا گیا۔ اکبری محض نام کی بڑی تھی عقل و فہم تدبر، تہذیب اور شائستگی نہ تھی۔ گھر بھر کی لاڈلی خاص

طور پر نانی کی آنکھ کا تارہ تھی۔ پہلی بیٹی ہونے کے سبب ایسے ناز نخرے اٹھائے گئے کہ الا فی امان اللہ۔ اسی محبت نازبرداریوں نے اکبری کی شخصیت مسخ کر کے رکھ دی۔ لاڈ پیار سے ایسی بگڑی کہ تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہوا نہ گھر داری کا۔ اکبری کو ناز اٹھانے اور محبت کے وصول کرنے کی غلط ریت نے ہر طرح کی تعلیمی سرگرمی سے دور رکھا۔ تعلیم سے دوری اور امورِ خانہ داری نہ سیکھنے کی وجہ سے کم عقل اور کم فہمی اس کی ذات کی مظہر ٹھہری۔ اکبری کی شخصیت میں اتنا بچپنا تھا جس عمر میں اس کو گھر داری سیکھنا تھی اس عمر میں وہ گڈے گڈیوں کے بیاہ رچانے کے کھیل کھیلتی۔ گھر سے اناج چرا چرا کر گڈے گڈی کی شادی کا کھانا بنواتی۔ شادی کے بعد بھی اس کے یہی چلن رہے۔

اکبری کے پیدا ہونے پر نانی نے اس کو اپنی بیٹی بنا کر جگر گوشہ بنائے رکھا۔ سارا سارا دن اس کے ناز اٹھاتی۔ اس کے رونے مچلنے کے باعث اس کو چھوڑ کر خاندان کے کسی دکھ یا خوشی میں شریک نہ ہوتی۔ تعلیم نہ ہونے کے باعث انتہا درجے کی بد تہذیب اور بد اخلاق ہو چکی تھی۔ نانی کے پیار نے اس قدر بگاڑا تھا کہ اس کو ماں کی تمیز تھی نہ باپ کی۔ نانی کو ماں کہتی، ماں کو آپا اور باپ کو بھائی پکارتی۔ اس کے علاوہ وہ اور کیا کہہ کر مخاطب کرتی کیوں کہ اس کو سکھایا ہی یہ گیا تھا۔ بعد میں اس کو بہتیرا سمجھایا گیا کہ ماں کو ماں اور باپ کو باپ کہے لیکن وہ اسی آپا اور بھائی پہ ڈٹی رہی۔ غیر تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے وہ ماں باپ کے تقدس کی تقدیس سے بے بہرہ تھی۔ ماں سے اس طرح ردو کد رکھتی جیسے وہ اوپر نیچے کی بہنیں ہوں۔ جب بھی اکبری سے لڑتی جھگڑتی تو نانی اس کے بجائے ڈانٹنے کے اس کی حمایت کرتی بل کہ غصے سے بیٹی کو کہتی کہ "پھر بھائی' بچے کی بات کا برا کیوں مانو۔ "(۵) اکبری ہمیشہ اپنی چھوٹی بہن سے ناراض رہا کرتی اور اکیلے دیکھ کر اس کی اچھی خاصی پٹائی بھی کر لیتی۔ اور اصغری ہمیشہ اس کا ادب کرتی لیکن اس کے خلاف کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لاتی۔ اتفاق سے دونوں کی منگنیاں بھی ایک ہی گھر میں ہوئیں۔

نانی نے اکبری کو پیدائش سے بیاہ تک اپنے ساتھ ساتھ رکھا۔ دورانِ ملازمت دوراندیش کبھی اتفاق سے بیوی بچوں سمیت پاس بلاتے تو نانی اکبری کو پاس رکھنے کا کوئی نہ کوئی عذر تلاش کر لیتی۔ اس طرح اکبری ماں سے دور بے جا لاڈ پیار و محبت کی وجہ سے ماں باپ کی اس ڈانٹ ڈپٹ سے بچی رہی جو تربیت کے لیے لازمی جز تھی۔ اکبری کی شرارتوں، بد سلیقگی، کم عقلی اور بد تہذیبی کی دھوم شہر بھر میں تھی۔ اس کی بد مزاجی کے قصے عام تھے۔ اس لیے جہاں اس کی نسبت طے کرنے کی غرض سے پیغام جاتا تو لوگ کانوں کو ہاتھ لگا کر انکار کر دیتے۔ شہر میں اکبری کو بطورِ بہو اپنانے پر کوئی راضی نہ تھا۔ اتفاق سے دوراندیش کی ملاقات اس دوست سے ہوئی جو اس کا ہم جماعت ہونے کے ساتھ ساتھ ہم استاد بھی تھا۔ دہلی سے واپسی پہ دونوں کی ملاقات ہوئی تو مولوی محمد فاضل نے اپنے گھر ٹھہرنے کی پیش کش کی۔ یوں دونوں دوستوں میں گھر سے باہر ہی باہر رشتہ طے ہو گیا۔ اکبری چوں کہ بڑی تھی اس لیے مولوی محمد فاضل کے بڑے لڑکے محمد عاقل کے ساتھ نسبت ٹھہری اور اصغری کی چھوٹے بھائی محمد کامل سے نسبت طے پائی۔

اکبری کی نسبت کا جب خاندان والوں کو علم ہوا تو ان لوگوں نے اکبری کی بد مزاجی اور پھوہڑ پن کے قصے اس کی ساس کو سنائے اس بھلی عورت نے ان باتوں پر کان نہ دھرا بل کہ کہا اکبری بڑے اور شریف گھر کی اکلوتی لڑکی ہے۔ اور لڑکی شریف اور نسلی ہونی چاہیے۔ امیر گھر کی لڑکی ہے اور بڑی چاہتوں اور مرادوں کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ اس لیے ناز نخروں اور لاڈوں کی بدولت ضدی اور خود سر ہو گئی ہو گی اور شادی کے بعد لڑکیاں شادی کے بعد سسرال آ کر سدھر جاتی ہیں۔ یہ بھی سگھڑ اور سلیقہ مند ہو جائے گی۔ لیکن اکبری کے متعلق بڑی بی کی محض خام خیالی ثابت ہوئی۔ اکبری کی شادی کے بعد بھی بُری عادتوں اور حرکتوں میں ذرہ بھر تبدیلی نہ آئی بلکہ مزید ضدی اور خود سر ہو گئی۔

اکبری کا تعلق چوں کہ اشرافیہ خاندان سے تھا اور اس خاندان کی اپنی مخصوص روایات اور رسم و رواج ہیں اور اس خاندان کے لوگ با اخلاق اور روایات کے پابند تھے۔ مستورات با اخلاق اور اپنے خاندان کے معیار کے مطابق اعلیٰ خاندان کی عورتوں سے دوستی کرنا پسند کرتیں اور کم ذات سے تعلقات رکھنا پسند نہیں کرتیں۔ جب کہ کمی کمین سے دوستی رکھنا تو دور بلکہ ان کے ساتھ بات چیت کرنا ہی اپنے خاندان کی شان کے خلاف گردانتی تھیں۔ اس کے علاوہ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، بات چیت ہر لحاظ سے وہ تہذیب اور اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتیں۔ لیکن اکبری ان تمام صفات سے نابلد تھی۔ اٹھنا بیٹھنا، کھیلنا کودنا اور تمام عادتیں کم ذات لڑکیوں کے جیسی ہو چکی تھیں۔ اشرافیہ خاندانی روایت ساس سسر کی خدمت اور زندگی ان کے ساتھ ایک ساتھ مشترکہ گھر میں گزارنا تھی۔ اکبری شادی کے بعد روایات کو توڑنے والی نکلی تھی۔ وہ ایسی روایت شکن نکلی نہ صرف اپنے خاندان کی عزت کو ڈبو دیا بل کہ اپنی سسرال کی عزت کو بھی خاک میں ملا دیا۔ اکبری کو سمجھانا ایسا تھا گویا بھینس کے آگے بین بجانا تھا۔

شادی کے بعد اشرافیہ خاندان کی روایت کے خلاف کم ذات مولن کنجڑے کی بیٹی، چینا بھٹاری اور رحمت سقنی وغیرہ سے اکبری کی دوستی تھی۔ ان کے ہاں چینا، زلفن، رحمت اور سلمتی وغیرہ کا آنا جانا تھا۔ ساس نے پیار سے سمجھانا چاہا کہ جن لڑکیوں کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں ان سے دوستی رکھنا معیوب بات ہے۔ ایسی لڑکیوں سے دوستی یا کسی قسم کے تعلقات قائم رکھنے سے ان کی بُری عادتیں اس میں بھی پیدا ہو جائیں گی۔ ساس کا اکبری کو سمجھانا تھا کہ وہ ساس کے سر چڑھ دوڑی۔ اس کو اتنا بُرا لگا کہ خاوند سے الگ گھر کا اعلان کر دیا کہ وہ ساس کے ساتھ نہیں رہے گی بل کہ وہ ماں باپ کے گھر رہے گی۔ اگر اتنا ہی ضروری ہے تو دوسرے محلے میں الگ گھر لے کر رہے گی۔ الگ گھر کا مطالبہ اس طرح کیا کہ:

> "اس نے چوتھے پانچویں مہینے ہی میاں پر تقاضا کرنا شروع کیا کہ ہم سے تمھاریماں کے ساتھ نہیں رہا جاتا' ہم یا تو رہیں گے اپنے میکے میں یا اگر ایسی ہی زبردستی ہے کسی دوسرے محلے میں چل رہو۔ ہم سے یہ دن رت کی کلکل سہی نہیں جاتی۔ محمد عاقل ہکا بکا سا ہو کر منہ دیکھنے لگا اور بولا "آخر کچھ بات بھی ہے؟ مجھ سے تو نے آج تک اماں جان نے تمھاری کوئی شکایت نہیں کی۔"(۶)

ساس کے پیار اور نرمی سے سمجھانے پر اکبری نے واویلا مچا دیا اور غلط رنگ دے دیا۔ اس کی ساس نے کبھی اکبری کی منہ زوری اور بدزبانی کی شکایت اپنے بیٹے سے نہ کی لیکن اس پر علیحدہ گھر کا بھوت سوار ہو گیا۔ کہ اس گھر میں اس کی سہیلیاں نہیں آسکتیں، ان کا آنا پسند نہیں کیا جاتا۔ محمد عاقل نے اس کو بہتیرا سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ شریفوں کی عورتوں سے دوستی کرے تاکہ ان کی صحبت سے اس کی شخصیت میں بھی نکھار آئے۔ اس سے خیالات میں پاکیزگی آئے گی نہ کہ کم ذات لوگوں سے لیکن اکبری کے سر پر جوں تک نہ رینگی۔ شرفا کی بیگمات کی صحبت نشینی کے حوالے سے کہتی ہے:

> "ان سے ملے میری جوتی۔ ان سے ملے میری بلا۔ تم بھی وہی ہماری اماں جیسی پائی لائے۔ وہ بھی میرے پیچھے پڑی رہا کرتی تھیں کہ منہیاری کی بیٹی بنو سے نہ مل۔ وہ بنی ہوئی تھی میری سہیلی' بھلا اس سے میں کیسے نہ ملتی؟ اماں کی ضد میں میں نے بنو کے ساتھ ایک چھوڑ دو گڑیوں کے بیاہ کیے اور اماں سے چرا چرا کر اناج اور پیسے اور کے کپڑے اور کوڑیاں اتنی چیزیں بنو کو دیں

کہ اماں زہو گئیں۔ نانی اماں کے ڈر کے ارے مار تیں تو کیا' بہتیرا کوستی تھیں' بُرا بھلا کہتی تھیں
مگر ہم نے بنو سے ملنا نہ چھوڑا"۔(۷)

اکبری نے الگ گھر کی فرمائش کی ضد کی تکمیل کے لیے تماشا کھڑا کر دیا۔ ان پڑھ اور جاہل لڑکیوں کی صحبت کے سبب اس کی گفتگو میں بھی طعنے اور کوسنے حصہ بن گئے تھے۔ رو رو کر عورتوں کو گھر میں اکٹھا کر لیا۔ زلفن نے نانی کو بلایا نانی نے اس کی عادتوں کو تو غارت کیا تھا ہی لیکن آتے ہی اکبری سے پوچھ گچھ کیے بنا لڑ جھگڑ کر ڈولی پر بٹھا کر لے گئیں۔ کچھ دن ماں کے گھر رہی تو سگی خالہ نے سمجھا بجھا کر گھر بھیج دیا۔ اکبری کسی بھی وقت بد زبانی سے نہیں چوکتی تھی جیسے ہی کوئی بات ہوتی تو منہ پہ جواب مارتی۔ ایک روز محمد عاقل نے گھر پہ دوست کو افطاری کی دعوت دی، اماں کو افطاری پہ اہتمام کرنے کا کہا تو اماں نے بیماری کا عذر پیش کیا تو عاقل نے کہا کہ کیا یہ اتنے کام کی نہیں کہ کچھ کر سکیں۔ اکبری کا پھوہڑ پن تو ایک طرف زبان کا جوہر ملاحظہ ہو جس انداز اور زبان میں جواب دیتی ہے

"اپنی اماں سے پوچھو کہ بیٹے کا بیاہ کیا ہے یا لونڈی مول لی ہے؟ لو صاحب 'روزے میں
چولہا جھونکنا۔!"(۸)

اکبری حد درجہ کی پھوہڑ اور بد سلیقہ تھی۔ عاقل کو ایک اور آفت درپیش تھی دو چار روز میں عید تھی۔ ایک ہفتہ پہلے اس نے مزاج دار بہو کے کپڑوں اور چوڑیوں کی تیاری شروع کی روز رنگ رنگ کے کپڑے لاتا، جوتیاں لاتا لیکن مزاج دار بہو کو پسند کوئی نہ آتا اور منہ سے کچھ پھوٹتی ہی نہ تھی۔ آخر ایک دن باقی رہ گیا تو اکبری خانم کی خالہ کے گھر جا کر اس سے کہا کہ جا کر اکبری کو منائے۔ خالہ نے جا کر اس کو چوڑیاں پہنائیں۔ جلدی سے کپڑے کاٹ کر اکبری کو دیے کہ وہ پاجامے میں کلیاں لگائے، جیسے ہی اس نے کلیاں لگائیں تو اتر اکر خالہ دکھائیں:

"خالہ نے دیکھا تو اب کلیاں الٹی۔ اکبری کی ساس کے لحاظ سے منہ سے کچھ نہ کہا لیکن چپکے چپکے
دو چار چٹکیاں ایسی لیں کہ اکبری کی آنکھوں یں آنسو بھر آئے اور اشارے سے کہا دیدوں
پھوٹی' سوجھ تو۔ الٹی کلیاں لگا بیٹھی۔ اکبری نے اپنا سیا ہوا ادھیڑا اور پھر کلیاں لگانی شروع
کیں۔ جب لگا چکی تو خالہ نے پھر دیکھا تو سب میں جھول۔"(۹)

عید کے روز بھی اکبری منہ پھلا کر بیٹھی آدھا دن گزار دیا۔ ساس نے سمجھا بجھا کر نہلایا دھلایا اور کنگی چوٹی بنائی نئے کپڑے پہنائے۔ عاقل کے آنے تک دلہن بنا کر بٹھا دیا۔ عاقل اسے دیکھ کر خوش ہو گیا جاتے ہوئے اسے پوچھا کہ وہ کیا لائے۔ چھوٹے خاندان کی لڑکیوں سے دوستی کرنے کی وجہ سے کھانے پینے کے خیالات میں بھی پستی آگئی۔ اکبری نے فرمائش کی:

"مزاج دار نے کہا بھٹے اور سنگھاڑے اور جھڑ بیری کے بیر اور مٹر کی پھلیاں اور ڈھیر ساری
نارنگیاں ایک ایک ڈفلی' ایک خنجری۔ یہ سن کر محمد عاقل ہنسنے لگا اور کہا ڈفلی اور خنجری کا کیا
کرو گی؟ مزاج دار احمق نے جواب دیا بجائیں گے' اور کیا کریں گے"؟۔(۱۰)

اکبری عاقل سے لڑ جھگڑ کر علیحدہ ہو گئی۔ عاقل کی ماہوار تنخواہ دس روپے تھی اسی میں گھر کا انتظام کرنا تھا۔ اکبری خوشی خوشی الگ گھر میں آبسی۔ تین دن تک عاقل کی والدہ نے کھانا پکا کر بھیجا چوتھے روز اس کی ماں نے کہلا دیا وہ لوگ خود کھانے کو دیکھیں۔ مزاج دار بہو تو سدا کی بد تہذیب اور بد سلیقہ ہونے کے ساتھ ساتھ پھوہڑ بھی جی بھر کر تھی۔ گھر کے کام کاج کے بہانے اس کے گھر کی روٹیاں تندور سے آتیں، کبھی کباب تو کبھی ملائی سے دونوں کھانا کھا لیتے۔ آخر کہ کہہ کر عاقل نے اکبری سے کھانا

پکوایا۔ اکبری نے کبھی کھانا نہ پکایا تھا۔ روٹی بنائی تو عجیب و غریب۔ کنارے موٹے، ایک کونا ادھر کو نکلا ایک کونا اُدھر کو نکلا ہوا تھا۔ درمیان سے موٹی ٹکیا اور جلی ہوئی۔ دال کا جو سالن بنایا پانی الگ دال الگ۔ اکبری کا پھوہڑ ملاحظہ ہو۔

"روٹی پکائی عجیب و غریب صورت کی۔ نہ گول نہ چوکھنٹی۔ ایک کان اِدھر کو نکلا ہوا اور چار کان اُدھر۔ کنارے موٹے۔ بیچ میں ٹکیا۔ کہیں جلی کہیں کچی۔ دھوئیں میں کالی۔ جال جو پکائی تو پانی الگ۔ غرض مزاج دار بہو ایسا لذیذ اور لطیف کھانا پکاتی تھی کہ جس کو دیکھ کر بھوک بھاگ جائے۔ سالن 'بدرنگ، بدمزہ۔ نمک کبھی زہر کبھی پھیکا پانی"۔(۱۱)

اکبری کو عاقل نے منع کر رکھا تھا کہ گھر میں کسی کو آنے نہ دے۔ لیکن اکبری فطرت سے مجبور تھی اور اس کو نچلی ذات کے لوگوں سے ملنا جلنا پسند تھا۔ وہ اکبری ہی کیا جو کسی کی بات پر کان دھر لے۔ دوپہر کو ایسا سوئی جب عاقل کام پر گیا۔ زُلفن نے موقع دیکھ کر گھر بھر میں جھاڑو دے دیا۔ محلے میں ایک کٹنی آئی جو لوگوں کو تبرکات کے بہانے لوٹ لیتی۔ اکبری سدا کی بے وقوف۔ ہر کسی سے جلد گھل مل جاتی اور کٹنی کے ہاتھ چڑھ گئی۔ جلد ہی اپنا حال حجن کے سامنے رکھ دیا۔ میاں مجھ سے خوش نہیں رہتا۔ اولاد نہیں ہے۔ کٹنی نے اندازہ لگایا کہ یہ بے وقوف عورت ہے اس نے اپنی چکنی چپڑی باتوں میں ایسا پھنسایا کہ جو چیزیں بازار میں سستے داموں ملتی تھیں وہ انتہائی مہنگے داموں خرید لیں۔ کٹنی حجن نے اکبری سے زیور دلوانے کی غرض سے تمام زیور ہتھیا لیا اور رفو چکر ہو گئی۔ یوں اکبری نے اپنی کم عقلی کی وجہ سے گھر لٹا دیا۔ جو جہیز میں سامان دیا گیا اس میں سے کپڑے اور بستروں کو دیمک چاٹ گئی۔ چوہوں نے بستر اور کپڑے جگہ جگہ سے کُتر کر بڑے بڑے سوراخ کر دیے۔ کوئی کپڑا سلامت نہ رہا۔ اکبری کے حوالے سے مولوی مرحوم کہتے ہیں:

"اکبری کو نانی کے لاڈ پیار نے زندگی بھر مصیبت میں رکھا۔ لڑکپن میں اکبری نے نہ کوئی ہنر سیکھا نہ کچھ اسکے مزاج کی اصلاح ہوئی۔ جب اکبری نے ساس سے جدا ہو کر الگ گھر کیا 'برتن بھانڈا' کپڑا' زیور سب کچھ اسکے پاس موجود تھا۔ چونکہ خانہ داری کا سلیقہ نہیں رکھتی تھی 'چند روز میں تمام مال واسباب خاک میں ملا اور ایک ہی برس میں ہاتھ کان سے ننگی رہ گئی۔"(۱۲)

اکبری اپنے پھوہڑ پن کی وجہ سے گھر بار سب لٹا بیٹھی اور بد سلیقی کی وجہ سے جو جہیز کا سامان تھا اسے دیمک چاٹ گئی تھی۔ اس کے والدین نے اس کی تربیت ڈھنگ سے نہ کی تو یہی وجہ ہے وہ سسرال میں کبھی وہ عزت اور وقار نہ حاصل کر سکی جو ایک بہو بیٹی ہونے کے ناطے ملنی چاہیے۔ جیسی عزت اصغری کو ملی۔ علم سماجیات اور علم نفسیات کے مطابق ایک بچے کی نشوونما کے لیے بہترین ماحول کا بہت عمل دخل ہے۔ نفسیات کی رو سے بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ ایک کورے کاغذ کی مانند ہوتا ہے اس پر جو چاہو وہ کندہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے جب بچہ آنکھ کھولتا ہے تو اپنے ارد گرد لوگوں کے افعال سے مشاہدہ کر کے سیکھتا ہے۔ جو ماحول بچے کو ملے گا وہ اسی میں پرورش پا کر پروان چڑھے گا۔ جیسی اس کی تربیت کی جائے گی اسی نسبت اس کے افعال ہوں گے۔ اگر بچہ پہلونٹی کی اولاد ہو تو اس کے ناز نخروں اور لاڈ پیار سے اس کی تربیت اور تعلیم سے کوتاہی برتی جاتی ہے۔ اکبری اپنے والدین کے گھر دس سال بعد پیدا ہوئی۔ اس کی خود سری اور بد سلیقگی کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱:۔ اکبری چونکہ شادی کے طویل عرصے دس سال بعد پیدا ہوئی اس کی وجہ سے ناز نخرے اٹھائے، چونچلے اٹھانے سے مزاج میں بد تہذیبی، ضدی پن اور ہٹ دھرمی عود آئی۔

۲:۔ حقیقی ماں نے مناسب طریقے سے امورِ خانہ داری یعنی سینا پرونا، کھانا پکانا اور دیگر کاموں کو سکھانے میں کوتاہی برتی۔

۳:۔ لاڈ پیار سے تعلیم ایسی ادھوری کہ سرے سے دی ہی نہ گئی۔ تعلیم سے بہرہ ور نہ ہوئی تو بد اخلاقی اور بد اطواری مزاج کا حصہ بن گئی۔

۴:۔ اس کو نانی نے اس قدر بگاڑا جو عقل و فہم کی باتیں لڑکی ذات کو سکھانی چاہیے تھی اور ہنر سے آشنا کرنا چاہیے تھا اس سے دور رکھا گیا۔

۵:۔ اکبری پیدا ہونے کے نانی کی بیٹی بنا دی گئی۔۔ بچے کے بگڑنے میں زیادہ کردار ننھیال ادا کرتے ہیں۔ ماں سے زیادہ وقت اکبری نے نانی کے ساتھ گزارا۔

۶:۔ اکبری کے ماں کے ساتھ بد تمیزی اس لیے کرتی ہے کیوں کہ اس کو بچپن سے غلط کاموں اور بد تمیزی کرنے پر روکا نہیں گیا۔ جس کی وجہ سے اس بد اخلاقی اور بد تمیزی اس کے مزاج کا حصہ بن گئی۔

۸:۔ بچے کی پہلی بار بد تمیزی کرنے پر ممانعت نہ کرنا اور نہ ہی بار بار بد اخلاقی کرنے پر روک ٹوک کرنے کی وجہ سے اس کو شہہ ملتی ہے۔ اسی طرح اکبری کو نانی نے ماں کے ساتھ غلط رویہ اختیار کرنے پر روک ٹوک کی۔ یوں اس کے مزاج کا بد تمیزی حصہ بن گئی۔

اکبری کے کردار کو نذیر احمد نے باغی کردار کے طور پر متعارف کروایا ہے۔ یہ بغاوت سماجی اقدار، خاندانی اقدار اور مذہبی اقدار کے خلاف ہے۔ اس بغاوت کی ذمہ دار بہترین تربیت کا نہ ہونا ہے۔ اس کردار کے ذریعے نذیر احمد لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو معاشرے اور خانگی نظام کے لیے لازمی جز قرار دیتے ہیں۔ دیباچے میں مولوی مرحوم کہتے ہیں اگر لڑکی کی تعلیم و تربیت بہترین اقدار کے تحت کی گئی ہو جس گھر میں وہ بیاہی جائے وہ گھرانہ جنت کی مثال پیش کرے گا اس کے برعکس اس کی تربیت صحیح اطوار پر نہ کی گئی ہو تو وہ گھر جہنم کا تصویر پیش کرے گا۔

حوالہ جات

۱۔ ویڈی اور ٹیورس، سائیکالوجی، بُک ویو، لاہور ۱۹۹۲ء، ص ۲۳

۲۔ آنلائن اردو ایڈوانس ڈکشنری

۳۔ وارث سرہندی، جامع علمی اردو لغت، علمی کتاب خانہ، لاہور، ۲۰۱۵

۴۔ ریختہ آن لائن ڈکشنری

۵۔ نذیر احمد، ڈپٹی، مراۃ العروس، علم و عرفان، لاہور، جنوری، ۲۰۱۶، ص، ۲۶

۶۔ ایضاً، ص، ۲۷

۷۔ ایضاً، ص، ۲۸

۸۔ ایضاً، ص، ۳۰

۹۔ ایضاً، ص، ۳۱

۱۰۔ ایضاً، ص، ۳۳

۱۱۔ ایضاً، ص، ۴۳

۱۲۔ ایضاً، ص، ۴۹

References in Roman Script:

1. Vedi and Tewrs, Physiology, Book View, Lahore, 1992, P. 23

2. Online Urdu Advnace Dictionary
3. Waris Sirhindi, Jame elmi Urdu Lughat, Ilme Kitab Khana, Lahore, 2015
4. Rekhta Online Dictionary
5. Nazir Ahmad Dupty, Marat-ul-Aroos, Ilam wa Irfan Publisher, Lahore, 2016, P.26
6. Ibid, P 27
7. Ibid, P. 28
8. Ibid, P. 30
9. Ibid, P. 31
10. Ibid, P. 33
11. Ibid, P. 43
12. Ibid, P. 49